امن کس طرح قائم رہ سکتا ھے؟؟

رضوانہ عثمان
علی آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت، جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے معافی دے دی جائے اسے بھلائی کے پیچھے لگنا چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت دینی چاہئے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد جو بھی سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔ عقل مندو قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ (اس کے باعث تم قتل ناحق سے رکو گے)

زمانہ جاہلیت میں یہود اور اہل عرب نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ شریف النفس لوگوں کے بدلے غلام رزیل کو اور عورت کے بدلے مرد کو ایک آزاد کے بدلے دو قصاص میں قتل کر دیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ اے ایمان والو ہم نے تم پر مقتولین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی لغت میں برابری اور مساوات کے ہیں تم نے جو یہ دستور نکالا ہے کہ شریف اور رزیل میں امتیاز کرتے ہو یہ لغو ہے جانیں سب کی برابر ہیں۔ غریب ہو یا امیر، شریف ہو یا رزیل، جوان ہو یا بوڑھا یا بچہ، تندرست ہو یا بیمار و قریب المرگ، صحیح الاعضاء ہو یا اندھا لنگڑا۔

یعنی حکم قصاص بظاہر اگرچہ بھاری معلوم ہوتا ہے لیکن عقل مند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رکے گا۔ تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی۔ اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی۔ عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آ جاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور امن و امان پیدا ہو گیا۔

دنیا کے اوباش غنڈوں کو حکومتوں کے نرم نرم قوانین نے جس قدر آزادی اور ڈھیل دے رکھی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں جرائم کی رفتار روز افزوں ہے اسلام نے مجرموں کیلئے مختلف سزائیں مختلف جرموں پر تجویز کی ہیں اور وہ اس درجہ موثر اور عبرت خیز ہیں کہ پھر کسی شخص کو ان جرائم کے ارتکاب کی ہمت ہی نہیں ہوتی آج بھی جن اسلامی ممالک میں حدود و قصاص اسلامی احکام کے مطابق جاری ہیں وہاں جرائم کی تعداد بہ نسبت دیگر ممالک کے بہت کم ہے اس دور میں جبکہ حکومت پبلک آراء کی غلام ہے پبلک کی فلاح و بہبود اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے اسلام کا تعزیری قانون ناگزیر ہے لہٰذا امن کو پیدا کرنے کا واحد ذریعہ اسلامی احکامات کی پابندی ہے اسلام نے ہر ممکن طریقے سے ارتکاب جرائم کے روکنے کی کوشش کی ہے جس

قوم کی فلاح و بہبود اور اس کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے اسلام کا تعزیری نظام ناگزیر ہے۔ امن و امان کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اسلامی تعلیمات و احکام کی پابندی کرنا ہے

کی پوری تفصیل قران وحدیث میں موجود ہے آج کل ہر جگہ امن وامان کی پکار ہے لیکن امن کے حاصل کرنے کیلئے وہ ذرائع استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ مجرمین سے اغماض وتسامح چشم پوشی اور ناحق حمایت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے شروفساد، قتل وغارت، بغاوت وغیرہ کے عجیب وغریب مناظر سامنے آرہے ہیں بغاوت سے روکنے کیلئے بھی اسلامی احکامات کی پابندی ضروری ہے جو لوگ امن کے اصولوں کی خلاف ورزی کریں اور باوجود افہام وتفہیم اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بھی ارتکاب جرائم کے مرتکب ہو جائیں تو ان کیلئے وہی سزا تجویز کی جائے جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے:

''ان کی سزا جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کردئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا الٹے طور پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت وخواری اور آخرت میں ان کیلئے بہت بھاری عذاب ہے ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کریں کہ تم ان پر اختیار پالو تو یقین مانو اللہ بہت بخشش ورحمت والا ہے (المائدہ)

قبائل عکل وعرینہ کا ایک گروہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا یہاں کی آب وہوا موافق نہ ہوئی تو اس نے آنحضرت سے اس کی شکایت کی تو آپ نے ان کو اونٹوں کی چراگاہ میں بھیج دیا کہ صحرا کی تازہ ہوا کھا کر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پی کر قوت وتوانائی حاصل کریں لیکن ان لوگوں نے صحیح و تندرست ہونے کے بعد اسلام کو خیر باد کہا اور مرتد ہوگئے اور تمام چرواہے کو قتل کرڈالا اور سارے اونٹ اپنے ساتھ لیکر فرار ہوگئے تو نبی کریمؐ نے ان کو گرفتار کرکے سزا دی (بخاری) جس سے امن وامان پیدا ہوگیا اور ڈکیتی ختم ہوگئی۔

دنیا بھر میں غنڈہ گردی، بدمعاشی کا سبب صرف اور صرف ان ممالک کے قوانین کی نرمی ہے کہ جو وہاں کے حکمرانوں نے اپنے ممالک کے باشندوں کیلئے بنائے ہیں

قبیلہ بنی طے میں ڈاکوؤں کی ایک خاص جماعت قائم ہوگئی تھی جس نے امن کا شیرازہ بالکل درہم برہم کردیا تھا اسلام جب عرب میں آیا تو عرب کی تمام قوتوں کا رخ اس کی طرف پھر گیا اس لئے اسلام اور داعی اسلام پر مالی، سیاسی، اخلاقی مختلف حیثیتوں سے نقض امن کا اثر بھی پڑا چنانچہ ایک مرتبہ مقام ذی قرد میں آنحضرتؐ کے اونٹوں کا جو گلہ چرا کرتا تھا اس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیا (بخاری) اس کی بھی سرکوبی کی گئی اور امن پیدا ہوگیا قتل خطا کی بھی مناسب سزا ہے کہ اگر کوئی کسی کو غلطی سے مار ڈالے تو اس کے بدلے میں اس کو دیت دینی پڑے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کسی مومن کو کسی مومن کا قتل کردینا زیبا نہیں اگر غلطی سے مارا گیا تو اور بات ہے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کردیں اور اگر اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مسلمان ہو تو صرف ایک مومن غلام کی گردآزاد کرنا لازم ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہے کہ تم میں اور ان میں عہد وپیمان ہے تو خبا لازم ہے جو اس کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کی آزادگی پس جو نہ پائے اس کے ذمے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں اور اللہ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے (نساء)

اگر ہم اسلامی حدود وقیود کو مدنظر رکھ کر فیصلے کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرے میں امن وامان بحال نہ ہو۔

چور کی سزا:

چوری سے بڑی بدامنی پھیلتی ہے قتل وقتال کی نوبت آجاتی ہے اسلام نے اس کی روک تھام کی ہے کہ اگر چور کو شرعی سزا دی جائے تو دوسرے لوگوں کو عبرت ہو جائے گی اور چوری سے باز رہیں گے جس سے امن پیدا ہوجائے گا۔ چور کی سزا یہی ہے کہ جس ہاتھ سے اس نے چرایا ہے اس ہاتھ کو ہی کاٹ دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسب نکالا من الله والله عزیز حکیم (مائدہ)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے

والی عورت دونوں کے ہاتھ اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا ہم سے عہد کرو کہ تم شرک چوری اور بدکاری نہ کرو گے پھر آیت پڑھی جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی مزدوری خدا کے ذمے ہے اور جو ان میں سے ایک کام کا مرتکب ہوا اور اس کی سزا اس کو دے دی گئی تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا اور اگر تم میں سے کسی ایک نے گناہ کا ارتکاب کیا اور خدا نے اس کو چھپایا تو خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے (بخاری)

چور بہت بڑا مجرم ہے کہ وہ خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر یقین نہیں رکھتا یا کم از کم یہ کہ فعل کے ارتکاب کے وقت اس کا یقین ماند پڑ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب انسان نہیں دیکھتے تو خدا بھی ہمیں نہیں دیکھتا ہے اسی لئے رحمت دوعالم نے فرمایا چور جب چوری کرتا ہے تو اس میں ایمان نہیں رہتا (بخاری) یاد رہے کہ ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب چوری کا مال ایک حد کو پہنچے گا۔

شراب نوشی کی سزا:

نشہ آور چیز کا نام شراب ہے اور شراب کا پینا شرعاً و اخلاقاً جرم ہے شرابیوں کی بھی سزا مقرر کی گئی ہے ان کو سمجھایا جائے اگر اس سے باز نہ آئیں تو اسی درے لگائے جائیں تاکہ شراب پینے کا مزہ مل جائے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے ایمان والو!! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے ہیں ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہاری آپس میں شراب اور جوئے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پس کیا تم باز آتے ہو (مائدہ)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتا دیئے ہیں اول یہ کہ یہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر بہت سے ضروری کاموں سے انسان غافل ہو جاتا ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ آخرت کا سب سے بڑا نقصان ہے اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے (بخاری) اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہوا مرجائے اسے جہنم میں جہنمیوں کی گندگیاں پلائی جائیں گی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الخمر وجماع الاثم والنساء حبالة الشيطن وحب الدنيا راس كل خطيئة

شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (ترغیب وترہیب)

اخروی دنیا کے علاوہ دنیاوی سزا بھی ہے کہ اگر شراب پینے والا گرفتار ہو جائے تو اسے اسی درے لگائے جائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه۔

یعنی اگر کوئی شراب پیئے تو گرفتاری پر اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں پس اگر سرکشی اور عناد سے چار مرتبہ اس فعل شنیعہ کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے (مشکوٰۃ، ترمذی)

اسی طرح سے دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کو سزا دی جائے تو انشاء اللہ امن ہی امن پیدا ہوگا اور عدل و انصاف کی جلوہ گری نظر آئے گی کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو اور اپنے پرائے کے ساتھ کوئی امتیاز اور رعایت نہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حاکم (جج) دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے اور کسی سے دشمنی کو انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دے

اے ایمان والو!! تم للّٰہیت کے ساتھ انصاف کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصاف پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ یقیناً تمہارے عملوں سے واقف ہے (سورہ مائدہ)

اس آیت میں انصاف کو قرب من التقویٰ فرمایا گیا ہے اور تقویٰ سے قرب [illegible]

انسان صحیح معنوں میں انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ عداوت و دشمنی پر آمادہ کرتا ہے عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آسکے۔ انصاف و عدل، دوستی و دشمنی سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ قیام عدل کے ساتھ انصاف کرنے والے کا امتحان ہوجائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہ ہو کر اگر چہ تمہارا اس میں نقصان ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں یا عزیزوں کا اگر وہ دولتمند یا محتاج ہیں تو اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے لہٰذا عدل و انصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو جو کچھ کہو یا کرو خدا کیلئے کہو۔ عدل و انصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال درمیان میں آئے اور نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا۔ آیت مذکور کا اشارہ ادھر بھی ہے کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے طرفدارانہ گواہی دیتا ہے کہ اس حمایت میں مجھے ثواب ملے گا تو وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نہ گواہ کی طرفداری کے ذریعے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہئے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہئے کہ وہی سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل وانصاف کے فیصلہ یا گواہی میں اس لئے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرفداری مقصود ہے اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ امیر، غریب دونوں کے حق میں تم سے زیادہ خیر خواہ ہے تمہاری نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے اور اللہ کی نظر میں سب کچھ ہے وہ سب کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہوتی ہے غور کیجئے ان لفظوں میں عدل وانصاف کا فلسفہ کس خوبی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے کم حوصلہ اپنے فیصلہ اور اپنی گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کیلئے جھوٹ بولنا یا غلط بیانی کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا حالانکہ عالم الغیب کے سوا کس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر اس کیلئے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھئے کہ بالفرض ایک خاص آدمی کو طرفداری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن و امان کے درہم برہم ہوجانے کا خطرہ ہے غلط گو انسان کی محدود نظر میں صرف ایک جزئی واقعہ کے نفع ونقصان کا خیال ہے اور اللہ کے عدل و انصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیر خواہی کا بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے انسان کے ہر فرد اور جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل و انصاف ایک اہم ضرورت ہے بہر حال امن، عدل و انصاف ہی سے قائم رہ سکتا ہے۔ خلاف عدل موجب فساد ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو امن وامان قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عدل و انصاف پر تاقیامت قائم رکھے۔ آمین

بقیہ: ایفائے عہد

کا اقرار کرے تو اس کو پورا کرے تنگی اور تکلیف اور لڑائی کے وقت میں ثابت قدم رہے یہی لوگ ہیں جو سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیز گار اور متقی ہیں۔

ان آیتوں میں نیک اعمال میں سے یہ بھی شمار کیا گیا ہے کہ جب لوگوں سے عہد واقرار کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں۔

اسی طرح سورہ معارج میں ارشاد فرمایا:

والذین هم لامانتهم وعهدهم راعون.

ان لوگوں کو ہی جنت ملے گی جو اپنی امانتوں اور قول وقرار کی نگرانی کرنے والے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

رجال صدقو ماعاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا (احزاب)

ایمان والو میں سے بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے جو عہد کیا وہ پورا کر دکھایا پھر ان میں سے کوئی اپنا کام پورا کر چکا اور کوئی وقت کا انتظار کر رہا ہے اور ان میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی۔

یعنی بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد و میثاق کیا تھا اس کو کماحقہ پورا کر دیا اور بعض اس کے منتظر ہیں یہ ان منافقین کی طرح نہیں ہیں جو عہد و قرار کرنے کے باوجود پھر گئے۔